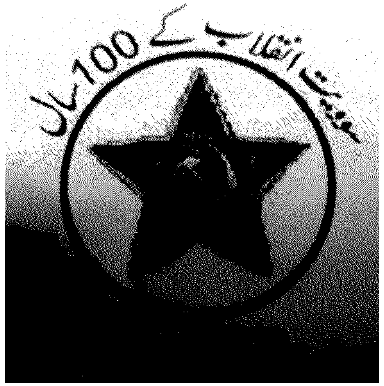

سنگت تراجم

Sangat Translation Series

سماج میں عورت کا کردار

Lenin on Women Question

(Political Literature)

By: Clara Zetkin

Translation: C.R Aslam

سماج میں عورت کا کردار

کلارازیٹکن

مترجم: سی آر اسلم

سجیں حقوق سنگت اکیڈمی ءنام محفوظ انت

Copyright @ Sangat Academy of Sciences

Lenin on Women Question

By Clara Zetkin

Urdu Translation By C.R Aslam

سنگت تراجم: 18

کتابچہ: سماج میں عورت کا کردار

نوشتہ کار: کلارازیٹکن

رجانکار: سی آر اسلم

چاپ: 2017ء

بہا: 60 کلدار

چاپ ءُشنگ :

سنگت اکیڈمی آف سائنسز، کوئٹہ

بہاءجاہ:

سنگت اکیڈمی

206، عظیم سینٹر، فاطمہ جناح روڈ، کوئٹہ۔

فون: +92-81-2843358

email: books@sangatacademy.net

Web: www.sangatacademy.net

سنگت نوٹ

معاشرے ہمہ وقت ارتقا میں رہنے کے پابند رہتے ہیں۔ انسان بے اوزاری کے زمانے میں پتھروں کو اپنا آلات بناتے رہے ہیں۔ سماجی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ اوزار بھی ارتقا کرتے چلے گئے ہیں۔ اور ایک وقت ایسا آیا جب ہم مشینوں کو پیداواری آلات کے بطور ایجاد اور استعمال کرنے لگے۔

آلات و اوزار کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ اُن سے وابستہ نام، الفاظ، محاورے اور استعارے بھی تبدیل ہوتے جاتے ہیں۔ سواری کے اونٹ وگھوڑے جب بس اور کار موٹر میں بدل جاتے ہیں تو لگام، زین، مہار، پلہانڑ جیسے الفاظ ترک کیے جاتے ہیں اور بالآخر استعمال میں ہی نہیں رہتے۔ اُن کی جگہ انجن، ڈرائیونگ لائسنس، سگنل، ریاست وغیرہ کا ایک پورا سیٹ آجاتا ہے جو سابقہ ادوار میں ممکن ہی نہ تھا۔

گاؤں دیہات کے بہت وسیع خاندان کے بجائے اب شہروں میں چھوٹے خاندان ہیں۔ رشتے سکڑتے جاتے ہیں۔ پانی کے نلکے گھر کے اندر لگ جاتے ہیں، انڈہ اور دودھ پیسوں پہ ملتے ہیں۔ باہر تحریر و تقریر کی آزادی، جلسہ جلوس، جدوجہد اور اقتدار سب کچھ بدل جاتا ہے۔ یعنی سابقہ آئین (رواج) کُلی یا جزوی طور پر استعمال میں سے ختم ہوتا جاتا ہے اور نئے رواج اور آئین بنتے جاتے ہیں۔

یہ نئے رواج اور آئین پیداوار میں ٹکنالوجی کے استعمال کی مطابقت میں ہوتے ہیں۔

اور ٹکنالوجی مقامی نہیں اب بین الاقوامی ہے۔ اس لیے اب مقامی رواج اور آئین مقامی ہوتے ہوئے بھی بین الاقوامی رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔

اس نئے رواج میں نئے سماج کے اندر عورت کا رول اور اس کی حیثیت کیا ہوگی، یہ کتابچہ اُسی پر بحث کرتا ہے۔ بالخصوص کسی سیاسی تحریک میں۔ یہاں دنیا کے اعلیٰ ترین دماغوں میں سے ایک یعنی لینن اس موضوع کو اٹھاتا ہے۔ وہ یہ باتیں عورت تحریک کی ایک ممتاز راہنما کلارا زیٹکن سے کرتا ہے۔ وہ اب تک کی سب سے روشن فکر اور سائنسی تحریک کے اندر عورت کی شمولیت، اس کی بحثوں کے موضوعات اور جدوجہد کی صورتوں پہ بات کرتا ہے۔

نصف صدی قبل سی آر اسلم نے اس پمفلٹ کا ترجمہ کیا تھا۔ یہ بہت ہی اہم کتابچہ اب نایاب ہو چکا تھا۔ سنگت اکیڈمی اِس کی اشد اہمیت کے سبب اس کو دوبارہ شائع کر رہی ہے۔

شاہ محمد مری

6 جولائی 2017

کلارازیٹکن : تعارف

کلارازیٹکن 5 جولائی1857 میں وائر ڈریو، سیکسونی، جرمنی میں پیدا ہوئی۔اس کا والدتو تھرائیڈ آیزنرسکول ٹیچراور پروٹسٹنٹ کلیسیا کا منظّم تھا۔اس کی ماں جوسفسی وائیٹل ایک فرانسیسی النسل تھی۔ جو بہت تعلیم یافتہ تھی۔ کلارازیٹکن اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ٹیچر بن گئی۔1879 میں اس کا تعلق محنت کش تحریک اورعورتوں کی تحریک سے استوار ہوگیا۔اس نے سوشلسٹ ورکرز پارٹی جرمنی میں شمولیت اختیار کی۔جس کا نام بعد میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی آف جرمنی ہوگیا۔ بسمارک کے زمانے 1882 میں وہ زیورچ سوئٹزرلینڈ منتقل ہوگئی پھر وہ پیرس گئی۔اس دوران اس نے سوشلسٹ انٹرنیشنل گروپ کی تاسیس میں بہت اہم کردار ادا کیا۔اس کی شادی ایک روسی نژاد میکسم اوسپ زیٹکن سے ہوئی۔ جس سے اس کے دولڑکے ہوئے۔ اوسپ زیٹکن 1889 میں فوت ہوگیا۔ پھراس نے ایک فنکار جارج فریڈرک زنڈل سے شادی کیف کلارانے سوشل ڈیموکریٹک ویمن موومنٹ کی بنیاد رکھی۔اس نے ایکیوٹی اخبار کی ادارت کی۔ جب جرمنی میں ہٹلر کی نازی حکومت قائم ہوئی تو کلاراسوویت یونین آ گئی وہاں وہ20 جون1933 میں 75 سال کی عمر میں فوت ہوئی۔اسے ریڈسکوائر کے قریب ماسکو کریملن وال قبرستان میں دفن کیا گیا۔

پیش لفظ

کلارازٹیکن جرمن خاتون تھیں جو1857 میں پیدا ہوئیں۔ انہوں نے 1933 میں وفات پائی۔وہ جرمنی کی مزدورتحریک اورعالمی مزدورتحریک کی نامور خاتون راہنما تھیں۔وہ کمیونسٹ پارٹی آف جرمنی کے بنانے والوں میں سے تھیں۔انہوں نے عالمی خواتین تحریک کومنظّم کیا۔ برسوں اس کی لیڈر رہیں۔انیسویں صدی کے آخراوربیسویں صدی کے آغاز میں خواتین کے مسائل اور حقوق کے متعلق ترقی پسند حلقوں میں بڑی بحثیں چھڑی ہوئی تھیں۔کلارازٹیکن نے بھی ان بحثوں میں حصہ لیااورخواتین کی تحریک کے بارے میں لینن سے کئی بارانٹرویو لیے۔انہوں نے لینن کے ساتھ اپنی اس گفتگوکواپنی کتاب ''میری یادداشتیں'' میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

کلارازٹیکن کی کتاب ''میری یادداشتیں'' میں سے اس حصے کا ترجمہ ''خواتین کے بارے میں لینن کے خیالات'' کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے جوخواتین کے مسائل اورحقوق سے متعلق ہے جس میں سوشلسٹ انقلاب کے عظیم راہنما کامریڈلینن کے خیالات بیان کئے گئے ہیں۔

سی آر اسلم

سماج میں عورت کا کردار

عورتوں کے حقوق کے بارے میں کامریڈ لینن سے میری کئی بار بحثیں ہوئیں۔ ان بحثوں کے دوران اس نے اس مسئلے پر اپنے خیالات کی وضاحت کی۔ یہ حقیقت ہے کہ کامریڈ لینن خواتین کی تحریک کو بے حد اہمیت دیتا تھا۔ اس کے نزدیک خواتین کی تحریک عوامی تحریک کا ایک اہم حصہ ہے۔ اور بعض حالات میں یہ فیصلہ کن بھی بن سکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مردوں اور عورتوں کی سماجی برابری کا قائل تھا۔ اس کے نزدیک کوئی کمیونسٹ اس اصول سے انکار نہیں کر سکتا۔

میری لینن سے اس مسئلے پر پہلی طویل گفتگو 1920 کے خزاں میں ہوئی۔ یہ گفتگو کریملن میں لینن کے مطالعہ گاہ میں ہوئی۔ لینن کے سامنے میز پر بہت سی کتابیں اور کاغذات بکھرے پڑے تھے۔ لیکن اس بے ترتیبی میں بھی ایک ترتیب تھی۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دانشور ترتیب اور نظم کا لحاظ نہیں رکھتے اور جتنی زیادہ بے ترتیبی اور انتشار اُن کی زندگی میں ہو وہ اتنا ہی بڑا دانشور ہوتا ہے۔ لیکن لینن کے بارے میں یہ بات درست نہیں تھی۔

گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے اس نے کہا ’’ہمیں عورتوں کی ایک طاقتور اور عالمگیر تحریک واضح اور مثبت نظریاتی بنیادوں پر تعمیر کرنی چاہیے۔ یہ عیاں ہے کہ مارکسی نظریے کے بغیر ہمارا عمل درست نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک عورتوں کی عالمی تحریک کا تعلق ہے ہم کمیونسٹوں کو اس کے لیے واضح اصول مرتب کرنا ہوں گے۔ ہمیں اپنے اور دوسری تمام پارٹیوں کے درمیان واضح لائن کھینچنی چاہیے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ ہماری دوسری عالمی کانگریس عورتوں کے حقوق کے مسائل کے سوال پر توقعات پر پوری نہ اتری۔ اس کانگریس میں یہ سوال تو اٹھا لیکن اس کا واضح جواب نہیں دیا گیا اور نہ ہی مثبت

موقف اختیار کیا گیا۔اس کانگریس کی ایک نامزد کمیٹی ابھی تک اس سوال پر غور کر رہی ہے۔اس کمیٹی کے ذمے یہ کام ہے کہ وہ اس سوال پر بنیادی اصول اور ہدایتوں پر مبنی ایک قرار داد مرتب کرے ۔لیکن اس کمیٹی نے ابھی تک کوئی کام نہیں کیا۔تمہیں اس کمیٹی کی مدد کرنی چاہیے۔''

جو کچھ لینن نے مجھے بتایا وہ میں پہلے بھی دوسروں سے سن چکی تھی۔میں نے کمیٹی کی بے عملی پر حیرت کا اظہار کیا۔انقلاب کے دوران روسی عورتوں کے کردار اور عمل سے میری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی تھی۔روسی عورتیں انقلاب کے دفاع اور ملک کی تعمیر کے لیے جو کچھ کر رہی تھیں وہ بھی قابلِ ستائش ہے۔روسی عورتیں بالشویک پارٹی کی ممبر تھیں۔ان کی پارٹی کے اندر سرگرمیاں کسی سے مخفی نہ تھیں۔اس لحاظ سے یہ پارٹی ایک مثالی پارٹی تھی۔صرف اس پارٹی نے عورتوں کی کمیونسٹ عالمی تحریک کے لیے قابل قدر، تربیت یافتہ اور تجربہ کار خواتین مہیا کی تھیں۔روس کی کمیونسٹ عورتیں تاریخ میں ایک مثالی حیثیت اختیار کر گئی تھیں۔

میری بات سن کر لینن مسکرایا اور کہا''سچ تو یہ ہے کہ روس کی کمیونسٹ عورتوں نے عظیم کام سرانجام دیے ہیں۔پیٹروگراڈ، ماسکو اور دوسرے شہروں اور صنعتی مراکز میں پرولتاری عورتوں نے انقلاب میں شاندار کردار اور عمل کا مظاہرہ کیا ہے۔ان کے تعاون کے بغیر شاید انقلاب میں کامیابی نہ ہوتی یا انقلاب بڑی مشکل سے کامیاب ہوتا۔یہ میری رائے ہے۔انہوں نے بے مثال جرات کا مظاہرہ کیا اور اب بھی کر رہی ہیں۔ذرا تصور کرو کہ وہ کس قدر خندہ پیشانی سے بھوک اور محرومی کو برداشت کر رہی ہیں۔وہ اپنے مورچوں پر ڈٹی ہوئی ہیں کیونکہ وہ سوویتوں کی حفاظت کرنا چاہتی ہیں، آزادی اور کمیونزم کو دشمنوں سے بچانا چاہتی ہیں۔ہماری مزدور عورتیں بے مثال طبقاتی مجاہد ہیں۔ان کے کارنامے قابلِ تحسین ہیں۔میں چلتے چلتے یہ بتا دوں کہ ان عورتوں نے بھی جو ہماری مخالف صفوں میں آئینی جمہوریت پسندوں کے ساتھ تھیں، ذلیل فوجی کیڈٹوں سے زیادہ جرات کا مظاہرہ کیا تھا۔

''یہ درست ہے کہ ہماری پارٹی کی عورتیں ذہین، انتھک اور قابل اعتماد ہیں۔وہ سوویتوں ، ایگزیکٹو کمیٹیوں اور وزارتوں میں اہم عہدوں پر فائز ہیں، ان میں سے اکثر رات دن کام کرتی ہیں

۔پارٹی میں، مزدوروں میں اور سرخ فوج میں ہر جگہ وہ شب و روز کام میں جتی رہتی ہیں۔انقلاب کے لیے اس سے زیادہ قابلِ قدر کام اور کیا ہو سکتا ہے۔سوویت عورتیں جو کارنامے انجام دے رہی ہیں وہ دنیا بھر کی عورتوں کے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ان کے یہ کارنامے عورتوں کی صلاحیت کا ثبوت ہیں۔اور یہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ عورتیں سماج کے لیے قیمتی کام انجام دے سکتی ہیں۔پہلی پرولتاری ڈکٹیٹر شپ، سماج میں عورتوں کی مردوں کے برابر حیثیت کے لیے راستہ ہموار کر رہی ہے۔یہ عورتوں کے خلاف پھیلائے ہوئے تعصّبات کو ختم کر رہی ہے۔عورتوں کے بارے میں لکھی گئی تمام کتابیں ان تعصّبات سے بھری پڑی ہیں۔دنیا کی پہلی سوشلسٹ ریاست عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دے کر ان تمام تعصّبات کی تکذیب کر رہی ہے۔''

''مجھے افسوس ہے کہ ہم اب تک کمیونسٹ عورتوں کی عالمی تنظیم نہیں بنا سکے۔یہ کام آج ہی سے شروع کر دینا چاہیے۔اس تحریک کے بغیر کمیونسٹ انٹرنیشنل اور اس کی پارٹیوں کا کام ادھورا ہے اور رہے گا۔انقلابی عمل ہمہ گیر عمل ہے اور عورتوں کی عالمی تحریک کے بغیر یہ مکمل نہیں ہوگا۔مجھے یہ بتائیے کہ باہر کے ملکوں میں کمیونسٹ کام کس طرح چل رہا ہے''۔

میں نے لینن کے سوال کا جواب تفصیل سے دیا اور اُسے بتایا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی پارٹیوں کے درمیان تعلقات ابھی تک ڈھیلے اور بے قاعدہ ہیں۔لینن نے میری باتیں توجہ سے سنیں۔اس نے میری باتیں اتنی توجہ سے سنیں کہ نہ تو اس نے اکتاہٹ کا اظہار کیا نہ ہی تھکن کے آثار اس کے چہرے پر نمودار ہوئے۔اُس نے معمولی سے معمولی جزیات کو بھی غور سے سنا۔میں نے لینن سے زیادہ غور سے سننے والا کسی کو نہیں پایا۔وہ بڑی تیزی سے واقعات کی کڑیاں جوڑ لیتا تھا اور جو کچھ سنتا تھا اُن سے نتائج برآمد کر لیتا تھا۔گفتگو کے دوران چھوٹے چھوٹے اور اہم سوال پوچھتا جاتا تا کہ واقعات کی پوری تصویر اُس کے سامنے آجائے۔لینن باتیں سنتے وقت نوٹ لیتا جاتا تھا تا کہ بعد میں ان کو کام میں لا سکے اور ان کا حوالہ دے سکے۔

میں نے جرمنی کے سیاسی حالات کے بارے میں زیادہ تفصیل سے گفتگو کی۔میں نے لینن کو بتایا کہ کامریڈ روز الگزمبرگ انقلابی تحریک میں عورتوں کی شمولیت کو بہت اہمیت دے رہی

تھیں۔ جب کمیونسٹ پارٹی قائم کی گئی تو روزا لگزمبرگ نے زور دیا کہ عورتوں کا ایک اخبار جاری کرنا چاہیے۔ لیو جوگچس سے میری ملاقات اس کے مارے جانے سے 36 گھنٹے قبل ہوئی تھی۔ اور پارٹی کام کے بارے میں اس سے بات ہوئی تھی۔ اس نے میرے ذمے بہت سے کام لگائے تھے جن میں سے ایک کام عورتوں کی تنظیم کے بارے میں تھا۔ پارٹی نے اس مسئلے پر اپنی پہلی غیر قانونی کانفرنس میں بحث کی تھی۔ وہ خواتین جنہوں نے پہلی سامراجی جنگ کے دوران اہم کردار ادا کیا تھا وہ سوشل ڈیموکریٹ پارٹی ہی کی ممبر تھیں۔ اور اکثر عورتیں ان کے گرد جمع تھیں اس کے باوجود ایسی پرجوش اور مخلص خواتین بھی تھیں جو کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوگئی تھیں۔ پارٹی نے مزدور عورتوں کی تنظیم بنانے میں بھرپور حصہ لینا شروع کیا تھا لیکن یہ کام کی ابتدا تھی، میں نے لینن کو سب کچھ بتایا۔

میری گفتگو کے جواب میں لینن نے کہا کہ یہ بُری ابتدا نہیں ہے۔ یہ اچھا آغاز ہے۔ کمیونسٹ عورتوں کی سرگرمیاں لگن اور جوش، ان کی جرات او رذہانت جو وہ خفیہ اور نیم خفیہ کارروائیوں کے دوران دکھا رہی ہیں وہ بہت حوصلہ افزا ہیں۔ ان کی ہمت سے پارٹی پھیلے گی اور اس کا کام بڑھے گا۔ ان کی مدد سے پارٹی عوام میں مقبول ہوگی اور سیاسی سرگرمیوں میں تیزی سے حصہ لے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سب رفیقوں کو اس سوال کی اہمیت بتائی جائے۔ ان کو تربیت دی جائے کہ عورتوں میں کیسے کام کیا جاسکتا ہے اور عورتوں کی انقلاب کے لیے کتنی اہمیت ہے۔ تم اس معاملے میں کیا کر رہی ہو۔ عوام میں کام کے لیے کیڈرز کی بڑی اہمیت ہے۔ کیونکہ عوام تک سوشلزم کے خیالات کو قابلِ فہم انداز میں پہنچانا اصل بات ہے تاکہ وہ جرات اور حوصلے سے وہی لائن اختیار کریں جو ہم چاہتے ہیں۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ یہ کس کا قول ہے کہ ''عظیم کاموں کے لیے امنگ اور حوصلے کی ضرورت ہے''۔ ہمیں اور دنیا کے مزدوروں کو عظیم کارنامے انجام دینے ہیں۔ سوچنے کی یہ بات ہے کہ جرمن خواتین عظیم کارنامے انجام دینے کے لیے حوصلے کہاں سے حاصل کرتی ہیں؟۔ ان کے پرولتاری طبقاتی شعور کی کیا حالت ہے؟۔ کیا وہ فوری سیاسی مطالبات سے متاثر ہو کر سرگرم عمل ہوتی ہیں؟۔ ان کے خیال کا مرکزی نقطہ کیا ہے؟''

''میں نے روسی اور جرمن رفیقوں سے عجیب وغریب باتیں سنی ہیں۔ میں وہ سب تمہیں

بتانا چاہتا ہوں۔ مجھے بتایا گیا کہ ایک جرمن خاتون ہمبرگ میں طوائف کے لیے اخبار نکال رہی ہے اور ان کو انقلابی کاموں کے لیے منظّم کر رہی ہے۔ روزا لگزمبرگ سچی کمیونسٹ ہے۔ جب پولیس نے طوائف کو پولیس کے قواعد کی خلاف ورزی پر جیل میں ڈالا تو روزا کی انسانی ہمدردی جاگ اٹھی اور اُس نے پولیس کے مظالم کے خلاف ایک مضمون لکھا۔ بیچاری طوائفیں سرمایہ دار سماج کی مظلوم ہستیاں ہیں۔ لعنتی نجی ملکیت کے نظام اور سرمایہ دار سماج کی منافقانہ اخلاقیات کی شکار ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ سرمایہ دار سماج کی مظلوم اور بدنصیب بیٹیاں ہیں۔ کوئی جاہل، تنگ نظر اور کوتاہ فہم ہی اس حقیقت سے انکار کرسکتا ہے۔ لیکن اس حقیقت کو سمجھنا ایک اور بات ہے اور طوائفوں کو انقلابی تنظیموں میں منظّم کرنا، اُن کے لیے اخبار چھاپنا، اُن کی ٹریڈ یونین بنانا دوسرا کام ہے۔ کیا جرمنی میں مزدور خواتین ختم ہوگئی ہیں جن کو منظّم کرنے، جن کے لیے اخبار چھاپنے اور جن کی راہ نمائی کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی؟۔

''کیا یہ فضول حرکت نہیں ہے جسے ہماری ہمبرگ کی ذہین رفیق خاتون کر رہی ہیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ ایک وقت یہ ادبی فیشن بن گیا تھا کہ ہر طوائف کو معصوم مریم کی صورت میں پیش کیا جائے۔ یہ اس سماجی ہمدردی کا نتیجہ ہے جو ان مظلوم ہستیوں سے انسانی ہمدردی کے حوالے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس نفرت کا اظہار بھی ہے جو ''شریف'' بورژوا طبقے کی منافقانہ اخلاقیات کے خلاف پیدا ہوتی ہے جو طوائفوں کی سرپرستی کرتے ہیں۔ لیکن بورژوا ذلالت اور بورژوا ذات سے نفرت کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اس قسم کے فضول کام کیے جائیں اور جسم فروشی کی حقیقت سے آنکھیں بند کر لی جائیں۔ طوائفوں کا مسئلہ ہر ملک میں موجود ہے۔ خود ہمارے ملک میں اور کئی مشکل مسائل کے ساتھ یہ بھی موجود ہے جس کو ہم حل کر رہے ہیں۔ طوائفوں کو سماج میں باعزت مقام دو، انہیں روز گار مہیا کرو اور انہیں پیداواری عمل میں شریک کرو، یہ ہیں کرنے کے کام۔ ہمارے معاشی مسائل کچھ اس طرح الجھے ہوئے ہیں کہ سماجی مسائل کو حل کرنا خاصا مشکل ہوگیا ہے۔ عورتوں کے مسائل بھی ان مشکل مسائل کا حصہ ہیں۔ مزدوروں نے ریاست پر قبضہ کرنے کے بعد ان مشکل مسائل کو حل کرنا شروع کردیا ہے۔ سوویت روس میں ان کو حل کرنے کے لیے ابھی بڑی محنت کی ضرورت

ہے۔ ہم یقیناً انہیں حل کر لیں گے ۔ آیئے جرمنی کے رفیقوں کو درپیش مسائل کے حل کے بارے میں سوچیں۔ کسی حالات میں بھی پارٹی اپنے ممبروں کے بے قاعدہ، نادرست کاموں کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ اس سے ہماری صفوں میں انتشار پھیلتا ہے۔ مجھے بتایئے کہ آپ نے اس کو روکنے کے لیے کیا کیا ہے؟''۔

اس سے پہلے کہ میں جواب دیتی لینن نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔'' کلآرا تمہاری غلطیوں کی فہرست طویل اور بدتر ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان شاموں کو جن میں مزدور عورتیں پڑھائی اور بحث کے لیے جمع ہوتی ہیں، اُن میں جنس اور شادی کے مسائل پر ہی بحث کی جاتی ہے۔ تمہاری سیاسی گفتگو اور تعلیمی کاموں میں دلچسپی کا اظہار انہی موضوعات پر ہوتا ہے۔ جب میں نے یہ سب کچھ سنا تو مجھے یقین نہ آیا۔ پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کی پہلی ریاست دنیا بھر کے انقلاب دشمنوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔ جرمنی کے حالات کا تقاضا ہے کہ مزدور انقلابیوں کی صفوں میں زیادہ سے زیادہ اتحاد قائم کیا جائے تا کہ وہ انقلاب دشمنوں کے حملوں کو پیچھے دھکیل سکیں۔ حیرت کی بات ہے کہ ان حالات میں جب انقلاب دشمن اتنے سرگرم ہوں کمیونسٹ عورتیں جنس اور شادی کے لایعنی مسائل پر بحث وتمحیص میں اپنا وقت ضائع کریں۔ وہ اس کام کو زیادہ اہمیت دیں اور انہی سوالات کے بارے میں مزدور عورتوں کو شعور دیں۔

''کہا جاتا ہے کہ ایک پمفلٹ جو ویآنا کی ایک کمیونسٹ مصنفہ نے تحریر کیا ہے جو جنس کے بارے میں ہے آج کل بہت مقبول ہے۔ وہ کتاب کتنی لایعنی ہے۔ جنس کے بارے میں جتنا کچھ مزدوروں کو جاننا چاہیے وہ بے بل کی تحریروں میں موجود ہے۔ بے بل کی تحریروں میں بورژوا سماج کے خلاف تند وتیز حملے کیے گئے ہیں جبکہ مذکورہ بالا کتاب میں اس مسئلے پر طبقاتی نقطہ نگاہ سے کچھ نہیں کہا گیا۔ اسی پمفلٹ میں فرائیڈ کا ذکر کر کے اسے سائنسی بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کوشش میں مذکورہ مصنفہ نے اور بھی کئی غلطیاں کی ہیں۔ فرائید کے نظریہ جنس سے لگاؤ ایک فیشن بن گیا ہے۔ ایسے پمفلٹوں اور مضامین میں جنس کے بارے میں مذکور نظریات قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ میرے نزدیک وہ رفقا بھی قابلِ اعتماد نہیں ہیں جو ہر وقت جنسی مسائل میں الجھے رہتے ہیں۔ جس

طرح ہندو یوگی آنکھیں بند کر کے گیان دھیان میں لگے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں جنسی نظریہ پر اتنی توجہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص اپنی ذاتی جنسی خواہشات کا اسیر ہے۔ ایسے نظریات بیان کر کے یہ لوگ اپنی ابنارمل جنسی زندگی کا جواز تلاش کرتے ہیں تا کہ بورژوا اخلاقیات ان پر گرفت نہ کر سکے۔ بورژوا اخلاقیات سے خوف میرے نزدیک قابلِ نفرت ہے۔ ایسے پمفلٹ اور تحریریں خواہ بظاہر کتنی باغیانہ اور انقلابی نظر کیوں نہ آئیں جب ان کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو آخر کار اُن سے بورژوا اخلاقیات کی پاسداری ہی کا اظہار ہوتا ہے۔ جو دانشور اِن مسائل پر خاص توجہ دیتے ہیں' ان کے لیے ہماری پارٹی میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہماری پارٹی طبقاتی شعور رکھنے والے مجاہد مزدوروں کی پارٹی ہے''۔

میں نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا کہ جس سماج میں نجی ملکیت اور سرمایہ داری پر مبنی سماجی نظام موجود ہو وہاں جنس اور شادی کئی قسم کے مسائل پیدا کرتی ہے۔ اور ایسے مسائل تمام طبقات اور پرتوں کی خواتین کے لیے دکھ اور جھگڑوں کا موجب بنتے ہیں۔ جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے جنگ نے دکھوں اور جھگڑوں میں اضافہ کیا ہے اور خاص طور پر جنسی تعلقات کے حوالے سے ان میں اضافہ ہوا ہے۔ ایسے مسائل جو اس سے قبل عورتوں کے لیے شجرِ ممنوعہ تھے آج انہی مسائل کا خواتین کو سامنا ہے۔ ایک طرف یہ مسائل ہیں اور دوسری طرف انقلاب جنم لے رہا ہے۔ پرانے جذبات اور خیالات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ پہلے سماجی تعلقات شکست وریخت کے عمل سے دوچار ہیں۔ عوام کے درمیان نئے رشتے جنم لے رہے ہیں۔ جنس اور شادی کے معاملات میں دل چسپی کا اظہار اس بات کا ثبوت ہے کہ عورتوں میں نیا شعور لانے کی ضرورت ہے۔ یہ صورت سرمایہ داری سماج کی منافقت کے خلاف ردِعمل بھی ہے۔ شادی کی رسوم بدل رہی ہیں، خاندانوں کے ڈھانچوں میں ردوبدل ہو رہا ہے اور خواتین کی معاشی دست نگری ختم ہو رہی ہے۔ ان حالات میں مزدور عورتیں سرمایہ دار سماج کے ابدیت کے نظریے سے چھٹکارا حاصل کر رہی ہیں۔ اسی صورت حال کے بارے میں تنقیدی جائزہ خواتین کو بورژوا سماج کی چھان پھٹک کی ترغیب دے رہا ہے اور جنس کے بارے میں اُن کی جھوٹی اخلاقیات کا پردہ چاک ہو رہا ہے۔ اس وقت تمام سڑکیں روم کو

جاری ہیں۔سماج کی نظریاتی بالائی عمارت کا تجزیہ اور سماجی سوالات کی چھان پھٹک کا تقاضا ہے کہ بورژوا سماج اور اس کی بنیاد یعنی نجی ملکیت کا بھی تجزیہ کیا جائے۔ جب ایسا کیا جاتا ہے تو ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ کارتھیج (بورژوا معاشرت) کا خاتمہ ضروری ہے۔

لینن نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور کہا ''تم نے اپنے رفقا اور اپنی پارٹی کا ایک اچھے وکیل کی طرح دفاع کیا ہے۔ جو کچھ تم نے کہا درست ہے لیکن ان غلطیوں کا جواز تلاش کیا جائے جو کامریڈوں نے وہاں کی ہیں۔ غلطی بہر حال غلطی ہے۔ کیا تم مجھے خلوصِ دل سے یقین دلا سکتی ہو کہ پڑھائی اور بحث کے دوران جنس اور شادی کے مسائل پر تاریخی اور سائنسی نقطہ نگاہ سے گفتگو ہوتی ہے۔ تم جانتی ہو کہ اس کے لیے وسیع مطالعے کی ضرورت ہے اور مارکسی نظریات کا گہرا علم ضروری ہے۔ کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ پمفلٹ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے پڑھائی اور بحث کی میٹنگوں میں پڑھا جاتا ہے اور اس کی اشاعت و تشہیر مزدور عورتوں میں کی جاتی ہے۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ اس پر تنقید کی جاتی۔ جنس اور شادی کے بارے میں غیر مارکسی نظریہ کیوں اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنس اور شادی کے مسائل معاشرتی مسائل کا حصہ نہیں سمجھے جاتے بلکہ اس کے برعکس معاشرتی مسائل کو ان کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اہم نکات پس منظر میں چلے جاتے ہیں اور وہ نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور مزدور خواتین کا طبقاتی شعور کند ہو جاتا ہے۔

حضرت سلیمان کا قول ہے کہ ہر کام کرنے کا ایک وقت ہوتا ہے۔ یہ بات کتنی درست ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ وقت مزدور عورتوں کو مہینوں اس بحث میں الجھائے رکھنے کا ہے کہ محبت کیسے کی جاتی ہے؟۔ کسی کو اپنا کیسے بنایا جا سکتا ہے؟۔ اور یہ بتانے کا ہے کہ ماضی میں مختلف نسلوں اور اقوام کے شادی کے رسم ورواج کیا تھے؟۔ اس کام کو فخریہ تاریخی مادیت کا نام دیا جاتا ہے۔ آج تو ضرورت اس بات کی ہے کہ کمیونسٹ عورتیں اور مزدور عورتیں اپنی ساری توجہ پرولتاری انقلاب پر لگائیں۔ انقلاب کے بعد سماج کی مادی بنیاد بھی بدل جائے گی۔ اور مادی اور سماجی رشتوں میں بنیادی تبدیلیاں واقع ہو جائیں گی۔ فی الحال ہمیں شادی کے رسم ورواج پر بحث کرنے

کی بجائے انقلاب کے مسائل پر بحث کرنی چاہیے۔ کیا اب وقت آ گیا ہے کہ ہم آسٹریلیا کے اصلی باشندوں کے شادی بیاہ کے رسوم پر غور کریں یا قدیم زمانے کے اس رواج پر بحث کریں کہ اُس وقت بہن اور بھائی کے مابین شادی ہو سکتی تھی؟۔

جرمن مزدوروں کو ورسیلز کے معاہدے کے مضر اثرات اور مزدور راج کے قیام پر بحث کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس معاہدے کا بُرا اثر عورتوں کی زندگی پر بھی پڑنے والا ہے۔ اس معاہدے کے نتیجے میں بے روزگاری بڑھے گی، اجرتیں کم ہوں گی، ٹیکسوں میں اضافہ ہوگا۔ قصہ مختصر میں اس قسم کی سیاسی اور سماجی تعلیم کو مضر سمجھتا ہوں جس کا جرمنی میں چرچا ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ تم اب تک خاموش کیوں ہو؟ تمہیں اس قسم کی بحثوں کو سختی سے روکنا چاہیے تھا۔

میں نے اپنے دوست عظیم لینن کو بتایا کہ میں اس قسم کی بحث کرنے والوں پر نکتہ چینی کرتی رہی ہوں اور خواتین رفقا کو تنبیہہ کرتی رہی ہوں۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ گھر کی مرغی دال برابر۔ میری تنقید کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مجھے غیر انقلابی پرانی وضع کی عورت سمجھا جانے لگا ہے۔ مجھ پر یہ کہہ کر فقرے چست کیے جاتے ہیں کہ میں انقلابی نہیں رہی ہوں۔ میری نکتہ چینی کا یہ اثر ضرور ہوا ہے کہ اب شادی اور جنس کے مسائل پر پارٹی کے اندر بحث نہیں ہوتی۔

لینن نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا ''ہاں میں یہ جانتا ہوں۔ کئی ایک رفیق مجھے بھی پرانی وضع کا انسان سمجھتے ہیں۔ اس قسم کا رویہ قابلِ نفرت ہے۔ اس سے تنگ نظری اور منافقت کی بو آتی ہے۔ اس نکتہ چینی کا میں نے کوئی اثر قبول نہیں کیا ہے۔ وہ رفیق جو بورژوازی کے انڈوں سے ابھی ابھی پیدا ہوئے ہیں بڑے چالاک ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ بھی کام کرنا ہے اور انہیں برداشت کرنا ہے۔ ان کی نکتہ چینی سے گھبرا کر ہم اپنے اصول ترک نہیں کر سکتے۔ جنس اور شادی کی ان بحثوں نے نوجوان کو بھی ایک حد تک متاثر کیا ہے''۔

لینن نے جدت پسندی کا خاصا مضحکہ اڑایا۔ ''مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارے ہاں نوجوانوں کی تنظیموں میں بھی جنس کی بحث بہت مقبول ہے۔ یہ خرافات نوجوانوں کی تحریک کے لیے بہت مضرت رساں ہے۔ اگر یہ رسم جاری رہی تو وہ اپنا سارا وقت انہی جنسی مسائل پر ضائع کریں

گے۔اس سے اُن کی ذہنی نشو ونما کو نقصان ہوگا اور اُن کے انقلابی جذبے کو ٹھیس پہنچے گی۔ ہماری پارٹی کے اندر، اور نوجوانوں اور خواتین کی عوامی تنظیموں میں نوجوان مردوں اور عورتوں کے ملنے کے بہت مواقع موجود ہیں۔ ہماری کمیونسٹ عورتوں کو نوجوانوں کی تحریکوں کی طرف توجہ دینی چاہیے اور نوجوانوں کی طرف ان کا رویہ مشفقانہ ہونا چاہیے۔ یہ رویہ نوجوانوں میں بلند نظری اور ایثار پیدا کرے گا۔ اور انفرادی سوچ کی بجائے اجتماعی اندازِ فکر دے گا۔عورتوں میں سماجی شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ تنگ نظری کے ماحول، انفرادی نفسیات اور خاندانی تعصّبات سے ان کی نجات ہو لیکن یہ تمام امور ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔

ہمارے ملک میں بھی نوجوانوں کی خاصی تعداد سرمایہ دارانہ نظام کے جنس اور اخلاق کے بارے میں تصورات کو الٹ پلٹ کر رہے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ اس کام میں ہمارے بہترین لڑکے لڑکیاں اور ہونہار نوجوان تک ملوث ہیں۔ مجھے تسلیم ہے کہ جنگ کے بعد کے حالات نے یہ صورت حال پیدا کی ہے۔ انقلاب کی ابھی ابتدا ہوئی ہے، پرانی قدریں ٹوٹ رہی ہیں۔ معاشی اور سماجی بنیادی تبدیلیاں عمل میں آ رہی ہیں۔ معاشی بنیاد کے بدل جانے سے پرانے ادارے، پرانی اقدار اور پرانے نظریات کی مادی بنیاد ختم ہوگئی ہے۔ نئے ادارے نئے خیالات اور نئی اقدار اس ملبے میں سے آہستہ آہستہ جنم لے رہی ہیں۔لوگوں کے آپس کے تعلقات' مرد اور عورت کے مابین رشتوں،ان کے جذبات اور احساسات غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ افراد اور سماج کے درمیان نئے حقوق متعین ہو رہے ہیں، نئے فرائض ابھر رہے ہیں۔ افراد نئی ذمہ داریاں قبول کر رہے ہیں۔ پرانا سماج مکمل انتشار کا شکار ہے اور اس انتشار میں سے نئی زندگی جنم لے رہی ہے۔مختلف رجحانات کی سمت اور توانائی ابھی واضح اور مثبت شکل اختیار نہیں کر سکی۔تم جانتی ہو کہ پرانے سماج کی شکست و ریخت کا عمل اور نئے سماج کے جنم کا عمل سست رفتار اور اکثر دردناک ہوتا ہے۔ جہاں تک شادی بیاہ' جنس اور خاندانی معاملات کا تعلق ہے ان میں بھی یہ اتھل پتھل ہو رہی ہے۔ بورژوا سماج کی رسمیں،شادی بیاہ کے بدبودار رواج مشکل سے مرتے ہیں۔ بورژوا سماج میں شوہر بااختیار ہوتے ہیں۔اور ان کی بیویاں ان کی لونڈیاں ہوتی

ہیں۔مرد جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ان کی جنسی زندگی منافقت سے بھری ہوتی ہے۔ان کے اخلاق جھوٹے ہوتے ہیں۔ان کی ساری زندگی قابلِ نفرت ہوتی ہے۔

''سرمایہ داری نظام کی شادیاں جبر کا نتیجہ ہوتی ہیں اور اس نظام کے قوانین خاندانی بندشوں کو بڑھاتے ہیں اور خاندانی رشتوں میں تصادمات پیدا کرتے ہیں۔ یہ جبر جائیداد کی نجی ملکیت کا جبر ہے۔ سرمایہ داری نظام میں ہر طرف کمینگی اور غلاظت بھری پڑی ہے۔معزز بورژوا سماج منافقت کا دوسرا نام ہے۔عوام اس نفرت انگیز نظام کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں اور ایسے وقت میں جبکہ طاقت کا پہلا توازن بگڑ رہا ہے اور سماجی زندگی بدل رہی ہے۔ ایسے وقت میں افراد کے جذبات اور احساسات بھی تیزی سے بدلتے ہیں۔عیش وعشرت کے لیے تڑپ اور پیاس ناقابلِ مزاحمت قوت بن جاتی ہے۔جنس اور محبت کے معاملے میں اصلاحی اقدامات سے کچھ نہیں بنے گا۔اب ان تعلقات میں انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ پرولتاری انقلاب نے پرانے تصورات اور اداروں کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔انقلاب کے نتیجے میں خواتین اور نوجوان پیچیدہ سماجی معاملات میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔جنسی آزادی اگر بے راہروی کی صورت اختیار کر لے تو یہ عورتوں اور نوجوانوں کے لیے مضرت رساں بن جاتی ہے۔نوجوان پرانے رشتوں کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں۔اور یہ بالکل فطری بات ہے۔اس سے زیادہ غلط بات نہیں ہو سکتی کہ نوجوانوں کو راہبانہ زندگی کا درس دیا جائے، اور بورژوا سماج کی اخلاقیات کی پابندی کی تلقین کی جائے۔لیکن یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں کہ ایسے وقت میں جب انقلاب ترقی کر رہا ہے، وہ اپنے ذہنوں میں جنس اور شادی کے مسائل کو نمایاں حیثیت دیں۔اس کے نتیجے خطرناک حد تک نقصان دہ ہیں۔آپ کامریڈ لی لی نا سے پوچھیے۔اس کے ماتحت چلنے والے تعلیمی اداروں میں اس کو جو تجربہ ہوا ہے وہ اس صورت حال کو زیادہ وضاحت سے بتا سکے گی۔آپ جانتی ہیں کہ وہ کمیونسٹ ہے اور ہر قسم کے تعصّبات سے پاک ہے۔

''نوجوانوں میں جنس کے بارے میں جو تبدیلی پائی جاتی ہے وہ بنیادی ہے اور اس کے پیچھے نظریہ کی طاقت کارفرما ہے۔ بہت سے لوگ ان کے اس نقطۂ نظر کو انقلاب اور کمیونسٹ کہتے ہیں

اور صحیح سمجھتے ہیں۔ میں ادھیڑ عمر کا آدمی ہوں مجھے ان کا یہ نقطہ نظر پسند نہیں ہے۔ آپ کہیں گی کہ میں درویش ہوں لیکن مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ نوجوانوں کا یہ نقطہ نظر کسی حد تک بڑوں کا بھی نقطہ نظر ہے۔ اور اس کی تہہ میں بورژوا عہد کے قحبہ خانوں کا تصور کارفرما ہے۔ اس نقطہ نگاہ کا کوئی تعلق ہم کمیونسٹوں کے نقطہ نگاہ سے نہیں ہے۔ آپ نے اس مشہور نظریے کے بارے میں سنا ہوگا جس کے مطابق کمیونسٹ سماج میں جنسی جذبہ کی تسکین ایسے ہی ہوگی جیسا پیاس لگنے پر پانی کا گلاس پینا ہوتا ہے۔ کمیونسٹوں کے بارے میں یہ بالکل غلط بات ہے کہ وہ پانی کے گلاس کے نظریہ کو مانتے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کا ایک حصہ پانی کے گلاس کے نظریہ پر عمل پیرا ہوگیا ہے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے یہ نظریہ زہر قاتل ہے۔

''اس نظریہ کو ماننے والے کہتے ہیں کہ یہ مارکسی نظریہ ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس نظریہ کا مارکسزم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ نظریاتی بالائی عمارت کسی سماج کی معاشی بنیاد پر استوار ہوتی ہے لیکن نظریاتی بالائی عمارت اور معاشی بنیاد کا تعلق اتنا سادہ نہیں ہے۔ فریڈرک اینگلز نے اپنی کتاب ''خاندان، نجی ملکیت اور ریاست کا آغاز'' میں ان مسائل کے بارے میں صحیح مارکسی نقطۂ نگاہ پیش کیا ہے۔ پانی کے گلاس کا نظریہ غیر مارکسی ہے اور سماج دشمن بھی ہے۔ جنس کا جذبہ صرف فطری جذبہ ہی نہیں ہے اس کا تعلق انسانی تہذیب سے بھی ہے۔ اُس وقت بھی تھا جب تہذیب کی ابھی ابتدا ہوئی تھی اور اِس وقت بھی ہے جب تہذیب سوشلسٹ تہذیب میں تبدیل ہو رہی ہے۔ اینگلز نے اپنی مذکورہ کتاب میں ثابت کیا ہے کہ مشترکہ جنسی تعلقات انفرادی تعلقات میں تبدیل ہوئے اور پھر ان کی بنیاد محبت قرار پائی اور اس طرح یہ ایک مقدس رشتہ بن گیا۔ مرد اور عورت کا باہمی رشتہ صرف حیوانی جذبہ کی تسکین نہیں ہے، اس میں عقل کو بھی دخل ہے۔ سماج کی معاشی بنیاد بدلنے سے اس پر استوار بالائی عمارت بدل جاتی ہے۔ لیکن جنس کے بارے میں جذبات واحساسات کو سماج کے دوسرے رشتوں سے الگ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا۔ یہ درست ہے کہ پیاس لگے تو اسے بجھایا جاسکتا ہے لیکن کیا کوئی باہوش انسان شہر کی گندی نالی سے پانی پینا پسند کرے گا یا متعفن اور غلیظ جوہڑ میں سے، یا ایسے گلاس سے پانی پیے گا جس پر بیسیوں لوگوں کے

ہونٹوں کے نشان لگے ہوئے ہوں۔ یہ تو اس سوال کا انفرادی پہلو ہے۔ لیکن اس کا سماجی پہلو زیادہ اہم ہے۔ جب کسی کو پیاس لگتی ہے تو لازماً وہ پانی پیتا ہے۔ محبت کا معاملہ تو دو ہستیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے باہمی تعلق کا سماجی پہلو بھی ہے اور وہ ان کی اولاد ہے۔ اور یہ ان کی سماجی ذمہ داری ہے کہ وہ آئندہ نسل کی پرورش کریں۔

''ایک کمیونسٹ کی حیثیت سے مجھے پانی کے گلاس کا نظریہ سخت ناپسند ہے۔ اس نظریہ کو پیش کرتے وقت یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا مقصود محبت کو آزاد کرنا ہے۔ لیکن محبت کو آزاد کرنے کا یہ نظریہ نہ نیا ہے اور نہ کمیونسٹ ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ صدی کے ادب میں آزادی دل کے نام سے اس نظریہ کی تشہیر کی گئی تھی۔ بورژوا سماج میں اس پر عمل بھی کیا گیا۔ یہ خالص حیوانی جذبہ کی تسکین ہے۔ اُس وقت اس نظریہ کو پیش کرنے والے بڑے ذہین لوگ تھے۔

''میری اس ساری تنقید کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں رہبانیت کا مبلغ ہوں۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ کمیونزم رہبانیت نہیں ہے۔ یہ مسرت وبلند کرداری اور توانائی کا نام ہے اور کمیونزم میں محبت کی زندگی ہمہ جہتی زندگی ہے۔ لیکن آج میری رائے میں جس انداز میں جنس کی تبلیغ کی جارہی ہے اُس سے نہ مسرت ملتی ہے اور نہ توانائی، اور نہ بلند کرداری حاصل ہوتی ہے۔ انقلاب کے عہد میں یہ عمل برا ہے اور بہت برا ہے۔ اس سے نوجوانوں کی جسمانی اور ذہنی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

''نوجوان لوگ خوشی اور توانائی کے حقدار ہیں۔ انہیں صحت مند کھیلوں کی ضرورت ہے۔ اُن کے لیے تیراکی کے تالاب تعمیر ہونے چاہییں، سیر وسیاحت کا بندوبست ہونا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ذہنی تربیت کا بھی انتظام ہونا چاہیے تاکہ وہ علم حاصل کریں، مطالعہ کریں، تحقیق کریں۔ اور ان سب کاموں کا انتظام کچھ اس طرح ہونا چاہیے کہ وہ یہ سب کام اجتماعی انداز سے کریں۔ ''جو جی میں آئے کرو آزادی اسی کا نام ہے'' جیسے نعرے فضول ہیں۔ جنسی مسائل پر لمبی لمبی بحثوں کی بجائے نوجوانوں کو زیادہ مفید اور صحت مند کھیلوں کی طرف لگانا چاہیے۔ نہ راہب بنو، نہ ہوس پرست، اور نہ ان دونوں کے درمیان کا راستہ تلاش کرو۔ آپ کامریڈ ایکس کو جانتے ہیں۔ یہ بہت اچھا لڑکا ہے اس میں بہت خوبیاں ہیں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کچھ نہیں بن سکے گا۔ وہ بھنور

ے کی طرح مختلف لڑکیوں کے پیچھے بھاگتا پھرتا ہے۔ سیاسی تحریک میں اور انقلابی تحریک میں ایسے نوجوان غیر مفید ہیں۔ میں اس خاتون کی مستقل مزاجی اور قابل اعتماد کردار کا یقین نہیں کرسکتا جو ایسے مردوں سے عشق کرتی ہے جو ہر خوبصورت چہرے کے پیچھے بھاگنا شروع کردیتے ہیں۔ میں ایسی خواتین اور مردوں پر اعتبار نہیں کرسکتا۔ انقلابی سرگرمیوں کے لیے ایسی خواتین اور ایسے مرد انقلابی تحریکوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔''

لینن اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے میز پر مکا مارا اور کمرے میں ٹہلنا شروع کردیا اور ٹہلتے ہوئے اپنی گفتگو جاری رکھی۔ ''انقلاب عوام اور افراد سے یکسوئی اور مکمل توجہ کا تقاضہ کرتا ہے۔ یہ پریشان خیالی اور پراگندگی برداشت نہیں کرسکتا۔ جنسی بے راہروی بورژوا طبقہ کی گندگی ہے ۔ یہ تنزل کا نشان ہے۔ مزدور طبقہ ابھرتا ہوا طبقہ ہے، اسے منشیات کی ضرورت نہیں ہے۔ بورژوا طبقہ اپنے ہیجان کو کم کرنے یا اسے پیدا کرنے کے لیے منشیات کا استعمال کرتا ہے۔ مزدور طبقہ کو ان کی ضرورت نہیں ہے۔ شراب اور عورت سے شغف اور جنسی گمراہی مزدور طبقہ کی ریت نہیں ہے۔ اس نے سرمایہ داری کا ظلم، جبر، غلاظت اور کمینگی دیکھی ہے۔ وہ اسے فراموش نہیں کرسکتا۔ وہ سماج میں اپنی طبقاتی حیثیت سے جدوجہد کا راستہ اور انقلاب کا حوصلہ پاتا ہے اور کمیونسٹ نظریات اس میں انقلابی جذبہ ابھارتے ہیں۔ جس چیز کی ضرورت ہے وہ شعور اور وضاحت ہے۔ میں بار بار دوہراتا ہوں کہ ان معاملات میں ہمیں کمزوری نہیں دکھانی چاہیے اور نوجوانوں کو اپنی توانائی کو منتشر کرنے سے روکنا چاہیے۔ ضبطِ نفس اور ڈسپلن غلامی نہیں ہے۔

کلارا مجھے معاف کیجئے کہ میں اس نقطہ سے بہت دور نکل گیا جس پر ہم نے بحث شروع کی تھی۔ آپ نے مجھے روکا کیوں نہیں۔ نوجوانوں کی کجروی میرے لیے پریشانی کا باعث ہے۔ نئی نسل کے مستقبل سے مجھے محبت ہے۔ ان کا مستقبل ہمارے انقلاب کا مستقبل ہے۔ جب سرمایہ دار سماج کی غلاظتیں انقلاب کی دنیا میں داخل ہوجاتی ہیں اور فصلوں میں جڑی بوٹیوں کی طرح پھیلنے لگتی ہیں تو جس طرح فصلوں کی حفاظت کرنے کے لیے ان جڑی بوٹیوں کو دور کرنا ضروری ہے اسی طرح انقلاب کو بھی ان کجرویوں سے بچانا ضروری ہے۔ جن سوالات پر میں نے اپنے خیالات کا اظہار

کیا ہے یہ خیالات عورتوں کے مسائل سے بھی متعلق ہیں۔''

لینن نے پر جوش انداز میں ساری گفتگو کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تقریر کا ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکل رہا ہے۔ اس کے جذبات اس کے چہرے سے بھی عیاں تھے۔ وہ گاہے گاہے اپنی دلیل میں زور ڈالنے کے لیے ہاتھ یا سر ہلاتا تھا تاکہ اس کی دلیل کی اہمیت مجھ پر واضح ہوجائے۔ میں حیران تھی کہ وہ ان غیر اہم معاملات پر بھی اتنی توجہ دیتا تھا اور ان معاملات کا علم رکھتا تھا۔ وہ سیاست کے پیچیدہ مسائل کے ساتھ ساتھ ان مسائل کو بھی نظر انداز نہیں کرتا تھا۔

لینن عظیم مارکسی تھا۔ وہ خاص نقطہ کو خواہ وہ کسی جگہ کسی صورت میں نمایاں ہوا اپنی گرفت میں لے لیتا تھا۔ وہ کس جگہ اور کہاں کہاں اثر انداز ہو رہا ہے اس کو سمجھ جاتا تھا۔ اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ انقلاب کو تیزی سے منزل کی طرف لے جایا جائے اور عوام کو اس کے لیے تیار کیا جائے۔ اس کی ساری کی ساری توجہ انقلاب پر مرکوز تھی۔ ہر چیز کی قدروقیمت وہ اِس سے لگاتا تھا کہ اس کا انقلاب کی شعوری قوتوں پر کیا اثر ہوگا۔ ملکی سطح پر بھی اور عالمی سطح پر بھی۔ اس نے ہر ملک کی تاریخی صورت حال کا بغور مطالعہ کیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ وہاں انقلاب کس سطح پر ہے۔ اس کے نزدیک مزدور انقلاب عالمی انقلاب تھا۔

میں نے کہا'' کامریڈ لینن! مجھے افسوس ہے کہ آپ کے ان خیالات کو ہزاروں لاکھوں لوگوں نے نہیں سنا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی ہم خیال ہوں لیکن یہ کتنا ضروری تھا کہ دوست اور دشمن سب آپ کے ان خیالات کو سنتے۔''

لینن مسکرایا اور کہا کہ ہوسکتا ہے کہ میں کسی دن ان سوالات کے بارے میں لکھوں۔ لیکن ابھی نہیں۔ کیونکہ ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس وقت ہمارا سارا وقت دوسرے سوالات کو حل کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ اس وقت پیچیدہ اور اہم معاملات درپیش ہیں۔ ابھی سوویت اقتدار کو مستحکم کرنے کی جدوجہد جاری ہے۔ ینگل ابھی تک جنوب میں انقلاب دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اس سے نپٹ لیں گے۔ اور جب ہم اس سے نپٹ لیں گے تو انگریز اور فرانسیسی سامراج اور ان کے ہم نواؤں سب کو روس کے اندر مداخلت پر غور کرنا پڑے گا۔ اور اپنی

فوجوں کو واپس بلانا پڑے گا۔سب سے مشکل کام تو تعمیر کا ہے جس کو ابھی شروع نہیں کیا گیا۔

میں نے لینن کو یقین دلایا کہ میری بھی یہی رائے ہے لیکن بلاشبہ اس کی مخالفت تو ہوگی ۔غیر یقینی اور بزدل ذہن کے لوگ اسے مشکوک موقع پرستی کہہ کر رد کر دیں گے۔نہ اس سے ہی انکار ہوسکتا ہے کہ خواتین کے لیے ہمارے موجودہ مطالبات کو غلط طور پر سمجھا جائے گا اور اس کی غلط تشریح کی جائے گی۔

’’اس کا کیا ہے؟‘‘ لینن کہہ اٹھا، کچھ ناراضگی سے’’ یہ خطرہ تو ہر اس چیز میں موجود ہے جو ہم کہتے اور کرتے ہیں۔اگر ہم اس طرح ڈرنے لگے اور یوں مناسب اور ضروری کاموں کے کرنے سے رک گئے تو ہم انڈین سٹالائیٹ کی طرح ہو جائیں گے (قدیم زمانے کے بعض لوگ جو بستیوں سے الگ اونچے ستونوں کے اوپر رہائش پذیر ہو جاتے تھے)۔ہمیں کسی طور سر کنا نہیں چاہیے ورنہ ہم اپنے اصولوں کے بلند ستونوں سے نیچے لڑھک جائیں گے۔ ہمارے تئیں صرف اتنا معاملہ نہیں ہے کہ ہم کیا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ یہ بھی کہ ہم کیسے مطالبہ کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میں نے اس کی کافی وضاحت کر دی ہے۔ یہ بات بحث طلب سمجھی جاتی ہے کہ اپنے پروپیگنڈے میں ہمیں خواتین کے مطالبات کے ضمن میں لکیر کا فقیر ہونا چاہیے۔جی نہیں ،ہمیں موجودہ حالات کے مطابق ابھی کسی مطالبات اور پھر کبھی دوسرے مطالبات کے لیے جدوجہد کرنا چاہیے اور یہ قدرتی طور پر ہمیشہ پرولتاریہ کے مفاد عامہ کے مطابق ہو۔

اس قسم کی ہر کشمکش ہمیں بورژوا معزز ٹولے اور اس کے اصلاح پسند کاسہ لیسوں کے مدِ مقابل کھڑا کرتی ہے۔اس سے موخر الذکر کو یا تو ہماری قیادت میں لڑنے کے لیے مجبور ہونا پڑتا ہے جو کہ وہ نہیں چاہتے یا پھر اپنا لبادہ اتارنا پڑتا ہے۔لہذا اس طرح یہ جدوجہد اُن سے الگ ہمارے گرد باڑ کھینچتی ہے اور ہمارا کمیونسٹ روپ دکھاتی ہے۔ یہ ہمارے لیے ان وسیع تر خواتین کا اعتماد جیتتی ہے جو مردوں کے تسلط، اپنے آجروں کی طاقت اور مجموعی طور پر بورژوا سماج سے خود کو استحصال زدہ، محکوم اور کچلی ہوئی محسوس کرتی ہیں۔ جب سب لوگ محنت کش خواتین کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان سے غداری کرتے ہیں تو پھر وہ جان لیتی ہیں کہ انہیں ہمارے ساتھ باہم جدوجہد کرنا ہوگی۔ کیا میں یہ

اعتراف کروں یا آپ سے کرواؤں کہ خواتین کے حقوق کے لیے جہدوجہد کو ہمارے بڑے مقصد، یعنی اقتدار کی فتح اور پرولتاریہ کی آمریت کے قیام سے بھی منسلک ہونا چاہیے؟ گو محنت کش عورتوں کی بڑی تعداد ریاستی اقتدار سے لگاؤ نہیں رکھتی۔فی الحال تو یہ بات ہمارے لیے اول وآخر ہے اور رہے گی۔ یہ واضح ہے اور بالکل واضح۔ بلکہ محنت کش خواتین کی وسیع تر تعداد تو ریاستی اقتدار کی جستجو کی طرف بہت زیادہ کھنچا ہوا محسوس ہی نہیں کرے گی اگر ہم صرف ایک ہی مطالبے کی رٹ لگا دیں اور خواہ زور زور سے اس کے ڈھول ہی گلیوں نہ پیٹنا شروع کر دیں۔نہ،ہزار مرتبہ نہیں ہمیں اپنی اپیل کو محنت کش خواتین کی تکالیف ،ضرورتوں اور امنگوں سے سیاسی طور پر ہم آہنگ کر کے عام عورتوں کے ذہن میں بٹھانا چاہیے۔ان سب کو جان لینا چاہیے کہ پرولتاری آمریت ان کے لیے کیا مطلب رکھے گی۔۔مردوں کے ساتھ حقوق کی مکمل مساوات۔۔قانوناً بھی اور عملاً بھی۔کنبے، ریاست اور سماج کی سطح پر بھی۔لیکن ایسا کچھ بورژوازی کو اقتدار سے ہٹا کر ہی ہوسکتا ہے۔سوویت روس ایسا کر سکتا۔‘‘

’’سوویت روس ایسا ثابت کر سکتا ہے‘‘۔میں کہہ اٹھی۔’’یہ ہماری عظیم فتح ہوگی!‘‘

لینن کہتا چلا گیا:

’’سوویت روس خواتین کے لیے ہمارے مطالبات پر ایک نئی روشنی ڈالتا ہے۔ پرولتاریہ کی آمریت تلے۔ یہ اب پرولتاریہ اور آمریت کے درمیان جدوجہد کا مقصد نہیں رہے بلکہ جب ایک دفعہ ان کو پورا کر دیا جائے تو یہ کمیونسٹ سماج کی تعمیر میں اینٹوں کا کام دیتے ہیں۔ یہ سرحد پار کی خواتین کو جھلک دکھاتے ہیں۔اور اس سے پرولتاریہ کے لیے اقتدار کے جیتنے کی فیصلہ کن اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ پرولتاریہ کی انقلابی طبقاتی جدوجہد میں خواتین کی حمایت حاصل کرنے کے لیے سرحدوں کے اُدھر اور اِس طرف کی خواتین کے مرتبوں میں فرق کو نمایاں طور پر ابھار کر پیش کرنا چاہیے۔کمیونسٹ پارٹیوں اور ان کی کامیابیوں کے لیے وسیع تر خواتین میں ایسی تحریک کا سوال بے حد اہم ہے جسے اصولوں کو واضح واقفیت اور مضبوط تنظیمی بنیادوں پر اٹھایا گیا ہو۔مگر ہمیں خود کو دھوکا نہیں دینا چاہیے۔ ہمارے قومی حلقے ابھی تک اس سوال کو مناسب طور پر سمجھ نہیں پائے ہیں۔ جب

بھی کمیونسٹ قیادت کے تحت محنت کش خواتین کی عوامی تحریک پیدا ہونے لگتی ہے یہ خاموشی کا‘ اور ”رکو‘ اور دیکھو کا رویہ“ اپنا لیتے ہیں۔ انہیں احساس نہیں کہ ایسی عوامی تحریک پیدا کرنا اور اس کی قیادت کرنا پارٹی کی تمام سرگرمیوں کا اہم جزو ہے۔ یہاں تک کہ پارٹی کے تمام تر کام کا نصف حصہ ہے۔ لاتعداد کمیونسٹ خواتین کی با مقصد اور مضبوط تحریک کی ضرورت اور قدر کو بے موقع تسلیم کرنے سے ان کے افلاطونی زبانی جمع خرچ کا اظہار ہوتا ہے بجائے اس کے کہ اس کو پارٹی کا با قاعدہ معاملہ اور کام سمجھیں۔

”یہ خواتین میں ایجی ٹیشن کرنے اور پروپیگنڈا کرنے اور انہیں ابھارنے اور انقلابی بنانے کے کام کو ثانوی اہمیت دیتے ہیں جیسے کہ ایسا کرنا صرف خاتون کمیونسٹوں ہی کی ذمہ داری ہو۔ معاملہ تیزی سے اور زور سے آگے بڑھنے کی وجہ سے ان ہی کو ملامت کیا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے، بنیادی طور پر غلط! یہ صریحاً علیحدگی پسندی ہے۔ اس طرح تو خواتین کی مساوات الٹ ہو جاتی ہے۔ ہمارے قومی حلقوں کے اس غلط رویے کی تہہ میں آخر کیا ہے؟۔ میں سوویت روس کی بات نہیں کر رہا۔ آخری نتیجے کے طور پہ یہ تو خواتین کے اور ان کی کارگزاریوں کے کم انداز والی بات ہے۔ جی یہ بالکل ایسا ہی ہے۔ بدقسمتی سے ہم اپنے بہت سے کامریڈوں کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ ”کمیونسٹوں کو جو ٹٹولو تو اندر سے نامعقول آدمی نکلے“۔ یقین کرنے کے لیے آپ کو حساس جگہوں کو ٹٹولنا ہوگا جیسے کہ خواتین کے بارے میں ان لوگوں کی ذہنیت۔ اس سے زیادہ صریح ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ آدمی عموماً نظر آئے کہ وہ عورت کو فضول، یک رنگ اور طاقت و وقت خرچ کر کے بے حال ہوتا ہوا دیکھتا رہے اور پھر ان کے جذبے کو سکڑتے، ان کے ذہن کو کند ہوتے، ان کے دل کی دھڑکنوں کو کمزور ہوتے اور ان کی مرضی کو گھٹتے ہوئے دیکھتا ہی رہے؟۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں ان بورژوا خواتین کا حوالہ نہیں دے رہا جو گھر کے تمام کاموں اور اپنے بچوں کی کو نگہداشت کو کرائے کے ملازموں پر ڈال رکھتی ہیں۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس کا اطلاق خواتین کی ایک بڑی اکثریت پر ہوتا ہے جن میں مزدوروں کی بیویاں بھی شامل ہیں خواہ وہ سارا دن فیکٹری میں گذار کر ہی پیسے کیوں نہ کما رہی ہوں۔

”بہت کم شوہر ایسے ہوتے ہیں۔ ان میں پرولتاری لوگ بھی ہیں جو یہ سوچیں کہ وہ اپنی بیویوں کے کتنے بوجھ اور پریشانیاں ہلکی کر سکتے ہیں یا انہیں کلی طور پر نجات دلا سکتے ہیں اگر وہ خواتین کے کام میں ہاتھ بٹا دیں۔ مگر نہیں جی یہ تو ”شوہر کے وقار“ کے خلاف ہوگا۔ وہ مطالبہ کرتا ہے کہ اُسے آرام و سکون ملے۔ عورت کی خانگی زندگی تو ہزاروں غیر ضروری جھنجھٹوں کے لیے روزانہ قربانی سے عبارت ہے۔ اُس کے شوہر اس کے آقا و سرتاج کے قدیم حقوق چلے آ رہے ہیں۔ معروضی طور پر اس کی باندی اپنا انتقام لیتی رہتی ہے مخفی شکل میں بھی۔ اس کی پس ماندگی اور اپنے شوہر کے انقلابی خیالات سے عدم واقفیت شوہر کے لڑنے کے جذبے اور ارادے کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔ ایسی خواتین کی مثال ان ننھے کیڑوں کی سی ہے جو سُستی سے مگر مسلسل، اندر ہی اندر سے چاٹتے رہتے ہیں۔ اور محسوس ہوئے بغیر جڑوں کو کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ میں محنت کشوں کی زندگی سے آگاہ ہوں۔ اور صرف کتابوں کے ذریعے ہی نہیں۔ خواتین میں ہمارے کمیونسٹ کام اور سیاسی کام کے دوران مردوں پر خاصا تعلیمی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں پارٹی میں بھی اور عوام میں بھی پرانا غلام داری نقطۂ نظر اکھاڑ پھینکنا چاہیے۔ یہ کام ہمارے سیاسی کاموں میں سے ایک ہوگا۔ ایسا کام جو محنت کش خواتین میں پارٹی کے کام کرنے کے لیے وسیع نظریاتی اور عملی تربیت یافتہ کامریڈوں اور مردوں و خواتین کے سٹاف کی تشکیل کی طرح از بس ضروری ہے۔“

سوویت روس میں آج کل کے حالات کے بارے میں میرے سوال پر لینن نے جواب دیا۔

”پرولتاری آمریت کی حکومت کمیونسٹ پارٹی اور ٹریڈ یونینوں سے بلاشبہ اشتراک کے ساتھ مردوں اور عورتوں کے پس ماندہ خیالات سے نپٹنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے اور یوں پرانی، غیر کمیونسٹ نفسیات کو اکھاڑ دیتی ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مرد اور عورت قانون کے سامنے کامل طور پر مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس مسادات کو موثر بنانے کی مخلصانہ خواہش تمام شعبوں میں ہے۔ ہم معیشت، انتظامیہ، مقنّنہ اور حکومت میں کام کرنے کے لیے خواتین کی فہرستیں مرتب کر رہے ہیں۔ تمام کورس اور تعلیمی ادارے ان کے لیے کھلے ہیں تاکہ وہ اپنی پیشہ وارانہ اور معاشرتی تربیت کو

بہتر بنا سکیں۔ ہم کمیونٹی باورچی خانوں اور طعام خانوں، دھوبی خانوں اور ورکشاپوں، بچوں کی نرسریوں، کنڈرگارٹنوں، بچہ گھروں اور ہر قسم کے تعلیمی اداروں کو منظّم کر رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہم خانہ داری اور تعلیم کے کاموں کو انفرادی خانگی سطح سے سوسائٹی کی سطح پر منتقل کرنے کے اپنے پروگرام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہر طرح سے سنجیدہ ہیں۔ عورت کو اس کی گھریلو غلامی اور اپنے شوہر پر کلی انحصار سے چھٹکارا دلایا جا رہا ہے۔ اِسے اس قابل بنایا جا رہا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور رجحانات کے مطابق معاشرے میں مکمل کردار ادا کرے۔ بچوں کو پھلنے پھولنے کے لیے گھر سے بہتر مواقع مہیا کیے جا رہے ہیں۔ ہماری خواتین کے لیے لیبر قوانین دنیا بھر میں سب سے زیادہ ترقی پسند ہیں اور ان پر عمل درآمد منظّم مزدور برادری کے بااختیار نمائندوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ ہم زچہ خانے، ماں بچہ کے گھر، ماں کی صحت کے مرکز، بچے کی نگہداشت کے کورس ونمائشیں اور اسی طرح کی دوسری چیزیں قائم کر رہے ہیں۔ ہم حاجتمند اور بے روزگار خواتین کی ضرورت پوری کرنے کے لیے ہر کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں بخوبی علم ہے کہ محنت کش خواتین کی ضرورتوں کے پیشِ نظر یہ سب کچھ ابھی تک بے حد قلیل ہے اور یہ ان کی حقیقی نجات کے لیے ابھی تک ناکافی ہے۔ پھر بھی زار کے زمانے اور سرمایہ دارانہ روس میں جو کچھ تھا یہ اس سے بہت بڑی جست آگے کو ہے۔ یہ صحیح سمت میں ایک اچھی ابتدا ہے اور ہم مستقل مزاجی سے اپنے موجودہ ذرائع کے مطابق اسے ترقی دیتے رہیں گے۔ بیرونِ ملک آپ لوگ قطعی یقین کریں۔ ہر روز کے گزرنے پر یہ بات مزید واضح ہوتی جاتی ہے کہ ہم لاکھوں خواتین کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ ذرا سوچیں کہ ایک ایسے ملک میں اس کا کیا مطلب ہے جس کی آبادی کا اسی فی صد کسانوں پر مشتمل ہو۔ چھوٹی کھیتی باڑی کا نتیجہ خواتین کی انفرادی غلامی اور بندش ہے۔ اس ضمن میں آپ ہم سے بہتر حال میں ہو سکتے ہیں بشرطیکہ آپ کی پرولتاریہ یہ سمجھ لے کہ اقتدار پر قبضہ جمانے کے لیے اور انقلاب کے لیے تاریخی طور پر وقت آن پہنچا ہے۔ بہت سی مشکلات کے باوجود ہم مایوسی کو آڑے نہیں آنے دے رہے ہیں۔ مشکلات کے بڑھنے سے ہماری قوتیں بھی بڑھ رہی ہیں۔ عملی ضرورت ہمیں خواتین کو نجات دلانے کے نئے طریقے ڈھونڈنے کی راہ دکھائے گی۔ سوویت ریاست کامریڈانہ یک جہتی سے حیرت انگیز کام کر

دکھائے گی۔ یقیناً میری مراد کمیونسٹ معنوں میں کامریڈانہ یکجہتی سے ہے نہ کہ بورژوا معنوں میں۔ جس میں اس کا پرچار، اصلاح پسند کرتے ہیں جن کا انقلابی جوش وخروش سستے سرکے کی بُو کی طرح اُڑ چکا ہو۔ ذاتی پہل جو بڑھ کر اجتماعی سرگرمیوں میں بدل جاتی ہے۔ کامریڈانہ یک جہتی سے الگ نہیں ہونا چاہیے۔ پرولتاری آمریت کے تحت کمیونزم کے قیام کے ذریعے خواتین کی آزادی دیہاتوں تک بھی پھیلے گی۔ اس ضمن میں مجھے اپنی زراعت اور صنعت کو بجلی سے چلائے جانے سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ یہ ایک عظیم سکیم ہے۔ اس راہ میں مشکلات بہت ہیں بلکہ خوفناک طور پر بے حد ہیں۔ عوام میں پائی جانے والی مخفی طاقتور قوتوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔ اور اس کے لیے ان کو تربیت دینا ہوگی۔ لاکھوں خواتین کو اس میں حصہ لینا ہوگا۔

آخری دس منٹوں میں کسی نے دو مرتبہ دروازہ کھٹکھٹایا مگر لینن بولتا رہا۔ اب اس نے دروازہ کھولا اور بہ آواز بلند کہا۔ ''میں آتا ہوں''۔

میری طرف مڑتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا:

''تم جانتی ہو کلارا میں اس بات سے فائدہ اٹھاؤں گا کہ میں ایک خاتون سے ہمکلام تھا اور عورت کے بدنامِ زمانہ باتونی پن کا نام لے کر لیٹ ہونے کا بہانہ کروں گا۔ اگرچہ اس دفعہ یہ عورت نہیں بلکہ مرد تھا جس نے زیادہ تر گفتگو کی۔ عام طور پر میں یہ کہوں گا کہ تم واقعی ایک اچھی سامعہ ہو۔ لیکن شاید یہی بات تھی کہ جس نے مجھے اتنی وضاحت سے بیان کرنے پر راغب کیا کہ آپ حقیقت میں سنجیدگی سے سن سکتی ہو''۔

لینن نے میرے کوٹ کا بھی تمسخر اڑایا۔ ''تمہیں مزید گرم لباس پہننا چاہیے''۔

اس نے فکری مندی سے کہا۔ ''ماسکو سٹوٹگرٹ نہیں ہے۔ تمہیں اپنا خیال رکھنا چاہیے۔ سردی سے خود کو بچاؤ''۔ اس نے گرم جوشی کے ساتھ مجھ سے مصافحہ کیا۔

سنگت تراجم سیریز

1۔ دنیا کو جھنجوڑ دینے والے دس دن (بلوچی)

جان ریڈ / شاہ محمد مری

2۔ جینی مارکس کے خطوط (اُردو)

جینی مارکس / شاہ محمد مری

3۔ آزادی (بلوچی)

کرسٹوفر کاڈویل / شاہ محمد مری

4۔ کرنلا کسے کاگد نوشتہ نہ کنت (بلوچی)

گارشیا مارکیز / فدا احمد

5۔ بزغر نامٹر (براہوی)

نور محمد ترکئی / حمید عزیز آبادی

6۔ دُزوکچک (بلوچی)

نجیب محفوظ / شرف شاد

7۔ گندم کی روٹی (اُردو)

ستار پردلی / شاہ محمد مری

8۔ یادداشتیں (اُردو)

صدرالدین عینی / شاہ محمد مری

9۔ اباسین پہ سحر ہوتی ہے (اُردو)

سلیمان لائق / شاہ محمد مری

10۔ ایوان ایلیچے مرگ (بلوچی)

ٹالسٹائی / ڈاکٹر بیزن صبا

11۔ اینمل فارم (بلوچی)

جارج آرویل / ڈاکٹر علی دوست بلوچ

12۔ وارڈ نمبر شش (بلوچی)

چیخوف / شرف شاد

13۔ لوہسون کی کہانیاں (اُردو)

لوہسون / شاہ محمد مری

14۔ جارج بورخیس (بلوچی)

بورخیس / قاسم فراز

15۔ اوڈیسی (بلوچی)

ہومر / فدا احمد

16۔ کارل مارکس کی داستانِ حیات (اردو)

فرانز مہرنگ / شاہ محمد مری

17۔ سائیں کمال خان شیرانی (پشتو)

شاہ محمد مری / بارکوال میاخیل